مکتوباتِ مشاہیر بنام اختر

- نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن خاں شروانی
- بابائے اردو مولوی عبدالحق
- ڈاکٹر محمد حمید اللہ
- ڈاکٹر مولوی محمد شفیع
- پیر حسام الدین شاہ راشدی
- مالک رام
- ڈاکٹر مختارالدین احمد
- ڈاکٹر گیان چند
- ظہیرالدین مدنی
- محمد امین زبیری
- عشرت رحمانی (مع تحریر امتیاز علی عرشی)
- خوشتر منگرولی مدیر "زبان"
- ڈاکٹر عبداللہ چغتائی
- ڈاکٹر سید عبداللہ
- ڈاکٹر سید معین الحق
- چراغ حسن حسرت
- سید ابوالخیر کشفی
- عبدالمجید حیرت شملوی
- پروفیسر یوسف سلیم چشتی

مکتوب نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی

(نواب صدر یار جنگ کی طرف سے ایجوکیشنل کانفرنس کے سیکریٹری کی حیثیت سے ضابطے کا ایک خط قاضی احمد میاں اختر کو بھیجا گیا تھا، اس کے ساتھ موصوف نے حسب ذیل اضافی تحریر بھی شامل کی-)

(۱۹۴۵ء)

کانفرنس کے ہیڈ اسسٹنٹ سید الطاف علی صاحب کو ادبی خدمات لینے میں کمال حاصل ہے - مجھ سے ایک خط آپ کے نام لکھوانا چاہتے تھے- قلب اور قلم دونوں کو گرم کرنے کے لیے آپ کا کارڈ مجھ کو دکھلایا جو آپ نے ان کو لکھا تھا- یقین فرمایئے کہ نقوشِ تحریر نے پرانے نقوشِ نیازمندی کو ابھار دیا- کیا کیا یاد آیا- کیا کیا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا- اس ہیجان شوق میں مومن کا شعر پڑھا- معاً، دل نے کہا کیا نصیبا ہے! بے چارے مومن کی بے بسی پر رحم آیا:

اے خوشا طالع کہ ہوں اختر شناس
آسماں بھی ہے کرم ایجاد کیا

مومن اپنا شعر کہہ کر محوِ تاسف رہے ہوں گے - میں پیامِ دل سن کر محوِ فخر و مسرت ہوگیا- ایک ادیب ادیب سے بہ ربط قدیم و شناسائی دل نواز بلکہ دل افروز نہیں نور بخش ہے - پھر کیونکر فخر و مسرت اس کی تجدید سے حاصل نہ ہوتی -یہی معراجِ اختر شناسی ہے-

آپ علی گڑھ آنے کی تمنا میں ہیں، علی گڑھ خود حاضر ہو کر جونا گڑھ میں سلام کا مشتاق ہے- ملفوف خط سے مدعا ظاہر ہو گا-

(دستخط) صدر یار جنگ

(آخری فقرے میں اس تجویز کی طرف اشارہ ہے کہ ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس جونا گڑھ میں منعقد کیا جائے)

مکتوبات مولوی عبدالحق

(۱)

کل پاکستان انجمن ترقیٔ اردو
ہسپتال روڈ، کراچی
۲۶ جولائی ۱۹۵۰ء

شفیقی زاد لطفہ   تسلیم

آپ کے وعدے حسب معمول وعدے ہی رہے - اگر میرے جانے کے بعد پورے ہوئے تو مجھے کیا - خیر اب آپ کوئٹے تشریف لائیے تو آپ سے باتیں ہوں-

ہاشمی صاحب نے آپ کا خط دکھایا - قاضی صاحب میرا مطلب نہیں سمجھے - نظمائے انجمن کی مجلس میں یہ طے پایا کہ دو جوائنٹ سکریٹری ہوں گے - ایک علمی و ادبی اور دوسرا انتظامی - انتظامی سکریٹری تقی الدین ہیں - دفتر کے تمام انتظامات کا تعلق ان سے ہو گا- اور قاضی صاحب ان کو ان کے تحت کام کرنا پڑے گا- اس لیے میں نے یہ تجویز سوچی ہے انھیں اورینٹل کالج کا پرنسپل یعنی وائس پرنسپل کر دوں- اس میں صرف نگرانی اور ہدایت ان کی ہو گی اور کبھی کبھی اسلامیات پر لیکچر دیں - میں نے یہ خیال کیا تھا کہ اس علمی کام کو قاضی صاحب اپنے دفتر کے کام پر ترجیح دیں گے- مجھے سخت تعجب ہوا کہ انھوں نے دفتری گھس گھس کو ترجیح دی- کالج میں بہت آزادی رہتی اور تعطیلات سے بھی مستفید ہونے کا موقع ملتا جس میں وہ اپنا علمی و ادبی کام کر سکتے-

اب تک میں نے محض قاضی صاحب کی خاطر دفتری کام کو اپنے ذمے رکھا ہے اور تقی الدین صاحب کی کل کارروائی میرے پاس آتی ہے اور میں اپنی رائے وغیرہ کے ساتھ قاضی صاحب کے پاس تعمیل کے لیے بھیجتا ہوں- میں یکم اگست کو جا رہا ہوں اور غالباً میں اس سے پہلے واپس نہ ہوں گا-

مجھے کراچی کی آب و ہوا راس نہیں آئی - میں کراچی میں رہنا نہیں چاہتا- میں نے مجلسِ نظما میں صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے سبکدوش کر دیا جائے- اسی خیال سے انھوں نے مجھے دو جوائنٹ سکریٹری دیے- لیکن میں کراچی میں رہنا نہیں چاہتا اور نہیں رہوں گا - اسی وجہ سے میں نے قاضی صاحب کی خدمت میں کالج کی تجویز پیش کی تھی مگر انھوں نے رد کر دی - اب وہ جانیں اور ان کا کام- ان کو تقی الدین صاحب سے نبھانا پڑے گا - ورنہ ان کو اپنا کوئی اور انتظام کر لینا

وقت کوئی گاڑی لاہور کو نہیں جاتی تھی۔ آج اگر میں کوئٹہ میل سے جاتا تو وہاں کل یعنی ۹ اکتوبر کو سات بجے پہنچتا اور کمیٹی ۴ بجے تھی۔ لہذا کسی صورت سے بھی میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ رجسٹرار کو چاہیے تھا کہ دو چار روز پہلے اطلاع کرتے۔

یہاں کی کانفرنس کے متعلق کل آپ کو لکھ چکا ہوں۔

عبدالحق

تاریخ و سیاسیات کے چار پرچے ابھی پہنچے، شکریہ۔

----

(۴)

کوئٹہ

مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء

شفیقی و مکرمی

کل کا خط اور آج کی ڈاک مل گئی۔ چیک بہ دستخط واپس۔

رسالوں کی ترسیل کے متعلق بینک کا فارم آپ لفافے میں رکھنا بھول گئے۔ جب آئے گا تو دستخط کرکے بھیج دوں گا۔

خفیہ پولیس نے اچھا پوچھا کیا ہے۔ ہمیں شبر کے ذاتی معاملات کے متعلق کچھ علم نہیں اور جو کچھ ہم جانتے ہیں، اس سے ان کو اپنی کارروائی میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔

عبدالحق

----

(۵)

کوئٹہ

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۲ء

شفیقی قاضی صاحب! تسلیم

آپ کا خط پہنچا۔ یہ بڑی خوش خبری ہے کہ الحاج محمد اکرم صاحب نے لیتھو پریس کے لیے دس گیارہ ہزار روپے دینے منظور کیے ہیں۔ مگر مجھے اس میں شبہ (والصحیح: شبہہ) ہے۔ جب تک رقم ہاتھ میں نہ آجائے اس قسم کے وعدے قابل اعتماد نہیں۔

کانفرنس کے نہ ہونے کے متعلق میں نے آفتاب حسن کو اطلاع کر دی تھی اور لکھ دیا تھا کہ وہ حلیم صاحب کو کہلا بھیجیں اور خطبے کی تیاری بند کر دی جائے۔

سب رس کے پروف میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے پروف ریڈر اس

چاہیے- اپنی خیروعافیت سے اطلاع دیجیے میں نے جو کچھ کیا وہ محض قاضی صاحب کی بھلائی کے لیے تھا-

خیر طلب:

عبدالحق

(نوٹ: مکتوب الیہ کوئی اور صاحب ہیں، مگر یہ قاضی صاحب کے بارے میں اور قاضی صاحب کے ذخیرہ کاغذات میں محفوظ ہے-)

---

(۲)

انجمن ترقی اردو پاکستان

اسپتال روڈ کراچی

کوئٹہ

مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء

جناب قاضی صاحب - کل آپ کے کاغذات وصول ہوئے- تین سو روپے کا چیک ارسال ہے-

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "میونسپلٹی کا چیک وصول ہو گیا ہے- دستخط کے لیے بھیجا گیا ہے" کس کے دستخط کے لیے اور کہاں؟ امید ہے مطبع کا کام بخوبی چل رہا ہو گا

ڈاک وصول ہو گی-

یہاں تجویز یہ ہو رہی ہے کہ جو رقم کانفرنس کے لیے جمع کی گئی ہے وہ بجائے آمدورفت، تعلقات، شعراء کے نذرانے، پنڈال بنانے اور خاطرمدارات اور دعوتوں میں صرف کرنے کے، مرکزی انجمن ترقی اردو کو پیش کر دی جائے- یہ تجویز کمیٹی نے منظور کر لی ہے- اس سے انجمن کو ایک معقول رقم علمی و ادبی کاموں کے لیے مل جائے گی-

عبدالحق

یہ خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا رجسٹری لفافہ پہنچا جس پر دستخط کیے ہیں - عبدالحق

---

(۳)

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء

شفیق و مکرمی جناب قاضی صاحب

آپ نے تار سے پنجاب یونیورسٹی کی سلیکشن کمیٹی کی اطلاع بھیجی جو کل ۴ بجے پہنچی- اس

کی تصحیح کی کام نہ کر سکیں گے - اس زبان سے وہ ناآشنا ہیں - ویسے بھی تصحیح کا کام بخوبی نہیں ہو رہا- اس خط کے ساتھ میں صرف رسالۂ تاریخ و سیاسیات کی غلطیوں کی فہرست بھیج رہا ہوں - جو سرسری طور پر میری نظر سے گزریں-

رجسٹرار یونی ورسٹی کا خط آپ کو ۷ کو ملا - آپ نے اسی دن بھیج دیا اور مجھے بھی اسی روز مل گیا مگر اس وقت کوئی گاڑی لاہور نہیں جاتی تھی دوسرے روز وقت پر نہ پہنچتا - اچھا ہی ہوا - مفت میں زحمت ہوتی - میں جانا بھی نہیں چاہتا تھا- اور وہ کمیٹی کوئی ضروری بھی نہ تھی-

باہر کا کام نہیں ملا یا آپ کو اپنے کام سے اتنی فرصت نہیں کہ بیرونی کام کر سکیں - ابھی ابراہیم صاحب سے کہیے ، انھوں نے کام دلانے کے بڑے بڑے وعدے کیے تھے-

میں بخیریت ہوں - اب کے سردی ذرا پہلے سے شروع ہو گئی ہے - یہاں کی انجمن کا سالانہ اجلاس ۲۵ اکتوبر کو ہوگا- اس کے انتظار میں ٹھہرا ہوا ہوں - کیوں کہ کانفرنس کے لیے جو رقم جمع کی گئی تھی وہ اسی اجلاس میں ہماری انجمن کو پیش کی جائے گی - اس کے بعد کراچی کا قصد کروں گا-

عبدالحق

حسن حبیب صاحب کا خط ملفوف ہے- اس کا جواب میں نے لکھ بھیجا ہے - یہ خطی کی مثل میں لگا دیجیے - یہ خط ۲۵ ستمبر کو لکھا گیا اور لفافے پر بھی ۲۵ کی مہر ہے - مجھے ۱۱ اکتوبر کو ملا دفتر میں پڑا رہا حالانکہ لفافے پر " ارجنٹ " لکھا تھا- دریافت فرمائیے کہ ایسا کیوں ہوا-

---

(۹)

مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء

شفیقی جناب قاضی صاحب

آپ نے سکنڈری ایجوکیشن کا مراسلہ اور اپنا خط تو بھیجا مگر میرا وہ مراسلہ جو انھوں نے میرے دستخط کے لیے واپس کیا تھا وہ لفافے میں نہیں - رکھنا بھول گئے- لہذا کاغذات واپس ارسال ہیں-

اہلکارِ کتب خانہ کے متعلق میں منظوری دے چکا ہوں- آپ مراسلے کو دیکھیے- میں نے مہتمم صاحب کتب خانہ کی تحریک پر رخصت باتنخواہ منظور کی ہے-

سر عبداللہ کے علمی کاموں کی فہرست مجھے نہیں پہنچی ، آپ لفافے میں رکھنا بھول گئے - اس کی ضرورت بھی نہ تھی ، اب نہ بھیجیے گا-

مجھے افسوس ہے کہ آپ پر کام کا بار بہت آپڑا ہے- زیبا صاحب اور تمنائی سے کچھ کام

لیجیے۔ میں فوراً آ جاتا لیکن میں یہاں کی انجمن کے سالانہ جلسے کے انتظار میں ہوں جس میں وہ ہماری انجمن کو اچھی خاصی رقم پیش کرنے والے ہیں۔ شب کو سردی بڑھ گئی ہے۔ اس سال سردی کچھ پہلے شروع ہو گئی ہے۔

زیبا صاحب کا خط پہنچا۔ میں کئی بار لکھ چکا ہوں کانفرنس نہیں ہو گی نہیں ہو گی نہیں ہو گی۔

عبدالحق

چیک کی رسید یا تو براہ راست ہیڈ مسٹریس صاحبہ کو بھیج دیجیے، ورنہ مجھے بھیج دیجیے، میں ان کو پہنچا دوں گا۔

عبدالحق

----

(۷)

مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء

شفیقی جناب قاضی صاحب السلام علیکم

سب رس کے پروف ابھی ابھی وصول ہوئے ہیں آج دیکھ کر کل واپس کردوں گا۔

اب میں یہاں سے ۲۷ اکتوبر کو روانہ ہو جاؤں گا۔ مہربانی فرما کر ۲۸ کو اسٹیشن پر گاڑی بھجوا دیجیے گا۔

ایک صاحب کی درخواست خلیق الزماں صاحب کی سفارش کے ساتھ آئی ہے۔ اسے مناسب جواب لکھ دیجے گا۔ ہمارے ہاں کوئی جگہ نہیں۔ انگریزی یہ بھی نہیں جانتے یہاں سردی بڑھتی جا رہی ہے۔ کل درجہ حرارت ۲۷ تھا۔

عبدالحق

----

(۸)

۲۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مہربانی کرکے عارف راز اور ممتاز کو جو باورچی خانے کے متصل کرے میں رہتے ہیں اطلاع دیجے کہ وہ پندرہ روز کے اندر کرے کو خالی کر دیں۔ انجمن کے مطبع کی ضروریات کے لیے اس کی ضرورت ہے۔

عبدالحق

----

(۹)

مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۳ء

شفیق قاضی صاحب

پریس کے معاملے میں روزمرہ کی کِلکِل اور عدم تعاون کی وجہ سے مجھے بہت کوفت ہوتی ہے - آخر تنگ آکر میں نے اسے ایک کمیٹی کے حوالے کر دیا ہے- آپ کو بھی اس جھنجھٹ سے نجات مل جائے گی-

عبدالحق

----

(۱۰)

انجمن ترقی اردو پاکستان
ہسپتال روڈ کراچی
مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۵۳ء

جناب قاضی صاحب

میں کل شعیب صاحب سے ملا تھا - گورنر جنرل کے وفد اور فنانشل کارپوریشن سے قرض کے متعلق گفتگو کی- وہ دونوں کام کرنے کے لیے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ آج ہی دونوں امور کے متعلق ان کو (شعیب صاحب کو) لکھ کر بھیج دیا جائے وہ طے کر لیں گے- اس لیے آپ تکلیف فرما کر تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے آئیں- یہ دونوں کام ہو جائیں گے-

عبدالحق

----

(۱۱)

مورخہ ۱۴ جون ۱۹۵۵ء

شفیق مکرم زاد لطفہ -

آپ نے " اردو " کے لیے دلی پر مضمون لکھ کر بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا - شاید اس وقت لکھا رکھا تھا ، صرف نظرثانی یا تکمیل باقی تھی- اگر تیار ہو گیا ہو تو عنایت فرمایئے-

عبدالحق

----

(۱۲)

شفیق و مکرمی زاد لطفہ

ولی کے مصادر میں ایک حوالہ آپ کے مضمون " ولی کا سنہ وفات " کا دیا تھا، مطبوعہ " اردو " ۱۹۵۲ء - مولوی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ مضمون ۱۹۵۲ء کے کسی رسالے میں نہیں - آپ کو یہ یاد ہو تو مہربانی فرما کر مطلع فرمائیے کہ یہ کس سنہ اور مہینے میں شائع ہوا تھا-

آپ کے دوسرے مضمون ولی گجراتی مطبوعہ رسالہ مصنف جلد ۳ صفحہ ۱۲، ۱۵ تا ۱۷ سنہ ۱۹۴۵ء کیا یہ حوالہ صحیح ہے ؟

صفحہ ۱۲، ۱۵ تا ۱۷ سے کیا مطلب ؟ یعنی ۱۲ تا ۱۷ یا ۱۵ تا ۱۷

عبدالحق

---

(۱۳)

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۵۵ء

شفیقِ مکرم زاد لطفہ　　　　السلام علیکم

خواجہ عبدالمجیب صاحب ایم - ایس - سی (پنجاب) انجمن ترقی اردو کالج میں کام کرتے رہے ہیں - گزشتہ سال امریکہ گئے تھے- وہاں سے ایم - ایس کی ڈگری حاصل کی - اصطلاحات حیاتیات کی کمیٹی میں بھی میرے ساتھ بہت دنوں تک کام کیا- بہت محنتی، قابل اور فرض شناس اور سعید نوجوان ہیں - سندھ یونی ورسٹی میں لیکچرار کی کوئی جگہ خالی ہے - یہ بھی اس کے امیدوار ہیں - آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے- امید ہے آپ ان کی اعانت فرمائیں گے- میری رائے میں یہ مستحق امداد ہیں-

عبدالحق

---

(۱۴)

مورخہ ۱۸ اکتوبر (سنہ ندارد)

شفیقِ مکرم زاد لطفہ

کئی روز ہوئے فصیح الحق عباسی صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کی رفیقہ حیات کا زچگی میں ہسپتال میں انتقال ہو گیا - آپ کو اس سے جو صدمہ ہوا ہو گا وہ ظاہر ہے - میں دو تین روز سے یہ ارادہ کر رہا تھا- کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں مگر آپ کے چوملے کا زینہ ایسا کڑھب ہے کہ اس سے چڑھ کر آپ تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ بیماری کے بعد سے اب تک مجھ میں پوری توانائی نہیں آئی-

اب آپ کے سامنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت کا معاملہ ہے یہ عورتیں ہی خوب کرسکتی ہیں ، مرد سے نہیں ہو سکتا اور مرد بھی ایسا جو ملازم ہے۔ خدا کرے یہ انتظام آپ کی خاطر خواہ ہو جائے تاکہ آپ کو کچھ تو اطمینان ہو جائے - آپ کے تمام احباب کو اس سانحے کا کمال افسوس ہے۔

خیر طلب
عبدالحق

بنام جمیل الدین غوثی (خسرِ اختر)

مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۵ء

مکرم جناب غوثی صاحب السلام علیکم

قاضی صاحب مرحوم مفصّلۂ ذیل کتابیں کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان سے مستعار اپنے ساتھ حیدرآباد لے گئے تھے۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ یہ کتابیں تلاش کرکے کتب خانے کو واپس فرما دیں گے۔

۱- سرسید کا سفر نامہ پنجاب
۲- آثارالصنادید
۳- تصانیف احمدیہ
۴- اورینٹل کالج میگزین بابت ماہ مئی ۵۱ء

ان میں سے تین کتابیں وصول ہوئیں ایک "آثار الصنادید" باقی رہ گئی ہے اسے تلاش کرکے ضرور بھیج دیجئے ۱۶ فروری ۱۹۵۶ء

عبدالحق

(نوٹ : مولوی عبدالحق نے یہ خط قاضی صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خسر جمیل الدین غوثی کو لکھا تھا۔)

متفرقات : (چند دفتری احکام)

○ مہربانی کرکے جڈ صاحب کو ایک ایک پرچہ قومی زبان ، اردو ، سائنس ، معاشیات . تاریخ و سیاسیات کا معمولی ڈاک سے بھیج دیں۔

عبدالحق ۱۷ جون ۱۹۵۴ء

○ علام اطلاع: (۲) قاضی احمد میاں اختر صاحب کی تنخواہ میں ۵۰ کا اضافہ یعنی ۴۵۰ روپیہ ماہانہ علاوہ گرانی الاونس۔

(قومی زبان، اگست ۱۹۷۴ء میں افسر صدیقی کے مضمون "باقیات بابائے اردو" سے ماخوذ)

○ "اسسٹنٹ سیکریٹری وزارت ریاست ہای پاکستان کل چار بجے ترجمے کے لیے آئے تھے میں نے ان سے کہا کہ آج تعطیل ہے۔ کل دس بجے آکر لے جائیے۔ چنانچہ وہ آج دس بجے آئیں گے۔ ترجمہ مکمل کرکے انھیں دے دیا جائے۔ عبدالحق۔"

اس تحریر کے نیچے قاضی احمد میاں نے یہ جملہ تحریر کیا ہے: "ترجمہ مکمل کرکے دے دیا گیا، دفتری اصطلاحات کی مسل میں۔" جس سے پتا چلتا ہے کہ اوپر کی تحریر انھی کے نام تھی۔ تاریخ نہ بابائے اردو نے لکھی ہے نہ قاضی اختر نے (ماخوذ از مضمون افسر امروہوی بعنوان "بابائے اردو کے چند خطوا۔" قومی زبان کراچی بابت ستمبر ۱۹۷۳ء، ص ۵۶)

مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ

پارس (پیرس) ۱۱ رجب ۷۰ ہجری

محترمی زاد مجدکم

سلام مسنون - کوئی ہفتہ عشرہ ہوا، جناب کا مرسلہ بستہ کتب ملا۔ ممنون ہوا - نہ تو اندر کوئی قیمت نامہ ملا اور نہ اب تک کوئی خط آیا - اندر چار کتابیں تھیں - ان پر ایک روپیہ بارہ آنے، تین روپے آٹھ آنے، دو روپے بارہ آنے جملہ آٹھ روپے درج تھے - بستے پر تیرہ آنے کے ٹکٹ تھے۔ اس طرح علی الحساب آٹھ روپے تیرہ آنے کا چک منسلک ہے۔ براہ کرم وصولی کی زحمت گوارا فرمالیں۔

خیال تھا کہ یہاں جامعہ میں اردو پڑھانے کا کام سپرد ہو گا مگر گزشتہ چار ماہ میں بین الممالک حالت اتنی بدل گئی ہے کہ اب توپوں ہی کے لیے پیسے نہیں ہیں، ذہنی تعیش کو کہاں سے آئیں گے، اب مزید ارسال موقوف فرمادیں - یوں بھی سیاحوں اور سپاہیوں کے کام کی محض سرسری کتابوں کو جامعہ میں بی اے کے نصاب میں رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ یہاں تو آج کل نذیر احمد کی کتابیں طلبہ پڑھتے ہیں - مگر فرانسیسی استاد کا میلان، سیاسی خوشامد سے، ہندی کی طرف ہے۔ ہندی کے لیے مددگار پروفیسر کی جائداد تراشی اور پر بھی کر لی گئی ہے۔

میرے پچھلے خط مل گئے ہوں گے - بروکلماں اور گارسیں دتاسی کے متعلق میں نے تفصیلی جواب لکھے یا مانگے تھے۔

آج کل سیرت مبارک نبویہؐ پر فرانسیسی میں ایک کتاب لکھنے لگا ہوں - دعا فرمائیں کہ خدا اسے اچھے اتمام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور کوئی کار لائقہ ہو تو یاد سے شاد فرمائیں۔

غالباً عربی خط میں لکھی جانے والی زبانوں کی موتمر رسم الخط پر کوئی مزید کاروائی نہ ہوئی ہو گی اور نہ ہی بنگالی اور سندھی خط کی "اردوائی" پر۔

امید کہ مکان پر سب خیرو عافیت ہو گی اور آپ کی بقیہ کتابیں بھی آ گئی ہوں گی- ترمذی صاحب شاید مصر پہنچ گئے ہوں گے

والسلام

خادم محمد حمید اللہ

چک کی وصولی کی سادہ کارڈ سے اطلاع مرحمت ہو تو نوازش ہے۔

(نوٹ :- خط کے پیراگراف نمبر ا میں کتابوں کی مالیت رقمی اعداد میں درج ہے- اسے لفظوں میں لکھ دیا گیا ہے)

مکتوبات پیر حسام الدین شاہ راشدی

(۱)

سکھر مورخہ یکم اگست ۱۹۵۲ء

مکرمی جناب قاضی اختر صاحب سلمہ المنان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح باد کہ طرف ہمارے ہر طرح خیریت ہے- خیریت الطرفین بدرگاہ ایزدی مطلوب- المطلب کہ آم اور یہ پیٹی بھیجتا ہوں- آپ چھڑانا اور یہ آم بہت اچھے ہیں ، آج کی تاریخ کے ۶ دن پیچھے کھولنا کیوں کہ ۶ دن کے بعد یہ پورا پک جائے گا-

السلام علیکم (سے) جملہ احبابان کو مطلع کریں۔

(۲)

نوڈیرو

۲۳ مارچ

حضورا السلام علیکم

آخر کیا بات ہے خدا کے لیے کچھ تو بتائیے - آج تقریباً ایک ماہ ہو گیا ہے ایک سطر بھی نہیں خیر خبر۔ لکھی۔ کیا قصور ایسا ہوا۔

میرا خیال تھا کہ لاہور سے واپسی پر آپ کا مکتوب محبت رکھا ہوا ہو گا۔ لیکن یہاں میدان صاف۔ مولانا کا تار پہنچا ہے کہ میں ۲۵ سے پہلے پہنچ جاؤں - یہ نہیں لکھا کہ کام ایسا کیا اہم ہے کہ میری ضرورت پیش آئی۔ یہاں سے اگر فوراً چلا آتا ہوں تو یہاں کے معاملات خراب ہو جائیں گے - اس فکر میں ہوں کہ کیا کروں - بہرحال آج تک تو ارادہ نہیں کہ ۲۵ تک کہ پہنچوں۔

اور سنیے - لاہور سے تقریباً دو سو انگریزی فارسی اردو - قدیم سے قدیم کتابیں لایا ہوں۔ انگریزی میں تو تاریخ کے سلسلے میں ایسے نوادرات ہیں کہ باید و شاید۔ مثلاً راورٹی، طبقات ناصری اروغن کا ترجمہ بابر نامہ کا، ملفوظات تیموری کا انگریزی ترجمہ جو ۱۷۸۳ء میں لندن میں چھپا ہے۔ ۱۷۷۳ء کی چھپی ہوئی نادر شاہ کی انگریزی سوانح، انڈیا گورنمنٹ کی شائع کی ہوئی - ۵ جلدیں فتح پور سیکری کی عمارات پر - الغرض ۱۲۵ کتابیں انگریزی کی سب اس طرح کی بیش قیمت اور نادر الوجود۔

فارس اور اردو کی بھی یہی کیفیت ہے۔ قلمی مخطوطات کا ذکر تو پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔

آپ خدا کے واسطے اپنے حالات اور بچوں کی خیریت سے بواپسی ڈاک مطلع فرمادیں۔ سخت انتظار ہے۔

مولانا کس لیے بلا رہے ہیں مفصل حقیقت لکھیے۔ ممتاز حسن صاحب کے حالات سے بھی مفصل آگاہی بخشیں۔

بچوں کو پیار، گھر میں آداب و احترام

والسلام

حسام الدین

(۳)

۲۵ نومبر

حضرت قبلہ گاہی السلام علیکم

مجھے ایک دن کے لیے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کتب خانے کی فہرست مخطوطات اور بوہار کلیکشن کے مخطوطات کی فہرستیں درکار ہیں۔

بچے کو بھیج رہا ہوں بندہ پروری فرما کر بھجوا دیجیے - سلطان شیطان کو بھیج رہا ہوں -

والسلام

حسام الدین

(۴)

نوڈیرو - ۱۷ جولائی

مخدومی و محترمی

السلام علیکم - خط لکھ رکھا تھا کہ آپ کا مکتوب گرامی بھی پہنچا - میں خود منتظر تھا۔ الحمد للہ کہ آپ اب بخیریت ہیں۔ عموماً روزے کے بعد روزہ دار بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

جناب میری حالت ہے کہ غلہ بہت قیمت کچھ بھی نہیں۔ کتابوں کے لیے روپوں میں غلے کو تبدیل کروں تو کس طرح ، سارا بجٹ ڈانواڈول ہوتا ہے۔ نرخوں کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ بھی دعا فرما دیں اگر بک جائے تو روپے بہت۔ آخر آپ اگر زمیندار نہیں تو جاگیردار تو رہے ہیں۔

بہرحال سردار بھائی کو کہیں کہ اپنی سرداری سے کام لے لیں۔ کتابیں چھڑا لیں اور روپیہ آکر ضرور ادا کروں گا۔ بلکہ کتابیں آپ اٹھوا لائیں اور ان کو دیکھیں اور پڑھیں جب تک میں نہ آؤں۔

نیز سردار سے میکرو فلمس کے لیے فوراً خط بھی لکھوا بھیجیں۔ کتابیں جب آپ اپنے گھر میں لائیں تو مجھے اطلاع عنایت فرما دیں۔

میں پہلی تاریخ کو حاضر ہو جاؤں گا۔

والسلام

حسام الدین

(۵)

نوڈیرو ۱۱ جون

مخدومی السلام علیکم

گرامی نامہ موصول ہو کر باعث سرفرازی ہوا۔

گھر خط لکھ دیا ہے۔ جب جاہیں قلقشندی لینے آئیں

انگریزی کتاب روزینتھال پڑھتے پڑھتے یہاں تک لایا ہوں۔ اب کے جو کراچی آدمی آیا تو اس کے ذریعے آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گی۔

کچھ اس طرح اچانک آنا پڑا کہ کسی سے رخصتی سلام نہ ہو سکا ہر چند یہ "نجلی" قسم کی حرکت ہے لیکن یقین ہے کہ معافی مل جائے گی، نیز مولانا بھی معاف کر دیں گے۔

اس وقت جلدی میں ہوں اور پھر کسی وقت اطمینان سے مفصل خط لکھوں گا۔

بچوں کو پیار۔

والسلام

حسام الدین

(۶)

(ایک اور مکتوب بنام اختر جو ناقص الاول ہے - اس کا صرف ایک ورق محفوظ رہ گیا ہے ، مکتوب لندن سے لکھا گیا ہے)

... مولانا سید ہاشمی صاحب ، کتابیں جو نایاب نظر آئیں ، پسند کریں اور اشرف کو اپنے مکان پر ہی رکھیں ، ، ستمبر تک یہ کام پورا ہو جائے گا۔ وہ غالباً پاکستان ستمبر میں آئیں۔

میوزک کے بارے (میں) بیروت کی چھپی ہوئی لئبری (لائبریری) کی کتابیں جو نظر آئیں وہ اتنی اچھی اتنی تحقیقات سے تھیں کہ مصری کتابوں کا تمام اثر ذہن پر سے ختم ہو گیا۔ علاوہ ازیں فرنچ میں اسلام اور اسلامیات پر سیکڑوں کتابیں اپنے کام کی نظر آئیں لیکن زبان نہ جاننے کی وجہ سے چھوڑ دینی پڑیں۔ رسائل یورپ کے، اسلامیات اور اس کے آرٹ پر اتنے ضخیم اور بیش قیمت دیکھنے میں آئے کہ بس کیا عرض کروں - جی چاہتا تھا کہ سب کے سب اٹھا کر پاکستان پہنچا دوں ، لیکن وہی بات تھی:

دامان نگہ تنگ ، گل حسن تو بسیار

یہ تمام نوٹس میں نے رکھے ہیں ، وہاں پہنچ کر اپنا سفر نامہ لکھوں گا۔ اس میں تفصیلی اطلاعیں ہوں گی۔

برٹش میوزیم میں تقریباً ۳۰۰ اسکالر ریسرچ کرتے ہیں - تمام قوموں کے لوگ علمی پیاس

بجھا رہے ہیں ، مجھے اگر کوئی نظر نہیں آیا تو وہ ایک پاکستانی تھا ، البتہ میں موجود تھا ، سو وہ بھی سندھی ، خالص سندھی اور ٹھیٹ سندھی ، باقی کوئی نہیں۔

حضور تو ہم یہاں سے ۲۱ مئی (؟) کو چل رہے ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو ۲۲ (کی) صبح مصر ۲۴ (کو) وہاں سے کوچ ، اس دن بغداد ، اور پھر ۲۶ کو کراچی۔

اب تو آپ حضرات بھی بہت یاد آ رہے ہیں ۔ مولانا قبلہ (مولوی عبدالحق) کی باتیں تو ہر وقت یاد آتی ہیں۔ خدا انھیں سلامت رکھے ۔ دل کو بہت ڈھارس بس ان کی ذات سے ہی رہتی ہے۔ محترم ممتاز حسن کو اور حفیظ صاحب کو بہت بہت سلام۔

ہاں تو کتابیں آج کل میں یہاں سے روانہ ہونے والی ہیں ۔ سردار بھائی کو کہہ دیجیے کہ بغیر کھولے پارسل آپ کے پاس پہنچا دے۔ قیامت کے دن دامن گیر ہوں گا اگر کتابیں ایک دن بھی اپنی دکان میں رکھیں۔

پپو کو پیار۔

ریو کا کیٹلاگ ۴ پاؤنڈ میں ملا ۔ آپ اندازہ کیجیے کیسا سستا ملا۔ برٹش میوزیم میں چیزیں رکھی ہوئی ہیں اور ملتی ہیں ۔ لطف یہ کہ پاکستان تک پہنچانے کا کرایہ بھی نہیں لیتے۔ میں نے تقریباً دو سو روپیہ کی کتابیں لیں۔

بچوں کو پیار ۔ والسلام :

حسام الدین

مکتوباتِ مالک رام

(۱)

اسکندریہ (مصر)

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

مخدومی حضرت ! آداب نیاز

بہت دن سے آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ خدا کرے آپ کی تندرستی ٹھیک ہو اور یہ آپ کی کوتاہ قلمی کا باعث نہ ہو۔

میں نے آپ کو ھیکل کی کتاب عمر الفاروق کے دونوں حصے اور حمورابی پر مضمون کی دوسری قسط رجسٹری سے بھیجی ہیں لیکن ابھی تک دونوں کی رسید نہیں ملی۔ امید ہے کہ موصول ہو گئی ہوں گی۔

بہر حال اپنی خیریت سے فوراً مطلع فرمائیے گا۔

والسلام و الاکرام

خاکسار

مالک رام

(۲)

Alexandria (Eygpt)

۹ ستمبر ۱۹۵۱ء

میرے حضرت

بہت دن ہوئے کہ عریضہ خدمتِ والا میں لکھ چکا ہوں لیکن آج تک اس کے جواب سے محروم ہوں۔

مجھے اردو کا اپریل کا پرچہ نہیں ملا۔ پہلا پرچہ تو کہیں راہ میں ضائع ہو گیا تھا۔ دوسری بار آپ کے کہنے کے باوجود ان ظالموں نے بھیجا نہیں۔ انھیں کیا معلوم کہ یہاں انتظار میں دل پر کیا گذر رہی ہو گی۔ براہ کرم اپریل کا پرچہ رجسٹری سے بھجوائیے گا۔ اب تک تو جولائی کا پرچہ بھی شائع ہو چکا ہو گا۔

بہت شرمندہ ہوں کہ حموربی والا مضمون ابھی تک نہیں بھیج پایا یہ محض سستی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس میں میری پریشانیوں کا بھی دخل ہے۔ میری ملازمت کا معاملہ بہت دن سے معلق ہے۔ اب مزید یہ افتاد پڑی کہ میری والدہ ماجدہ بہت بیمار ہو گئی ہیں۔ دعا کیجیے کہ شافیِ مطلق ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر رکھے۔ حالات تشویش ناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

کیا آپ ذکرِ غالب پر تبصرہ لکھ پائے تھے؟ میں نے اپنی جدید تالیف "عورت اور اسلامی تعلیم" کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں بھجوایا ہے، یقین ہے کہ پہنچا ہو گا۔ افسوس کہ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں رہ گئیں۔ خدا کرے یہ کتاب بھی آپ کو پسند آئے۔ اس کی تالیف میں بہت خونِ جگر کھایا ہے، داد طلب ہوں۔

ان سب باتوں کا جوابِ باصواب چاہتا ہوں۔

والسلام والاکرام

خاکسار

مالک رام

یہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مد ظلہ کا پتہ کیا ہے؟ ہاں یاد آیا، کیا "آج کل" کا اگست کا شمارہ آپ کی نظر سے گزرا ہے؟

(۳)

۱۴ مئی ۱۹۵۳ء

مخدومی حضرت! آداب نیاز قبول فرمائیں۔

مجھے آپ کی صحت سے متعلق تشویش ہو رہی ہے کیونکہ آپ نے میرے تین چار خطوں کا جواب نہیں دیا۔ مضمون بھیجا اس کی رسید سے سرفراز نہیں فرمایا۔ میں نے درخواست کی تھی کہ ماہ نو کا فروری ۱۹۵۳ء کا شمارہ اگر مل سکے تو بھجوا دیں، وہ بھی نہیں ملا۔

ان سب باتوں سے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ نصیبِ دشمناں آپ کی طبیعت علیل نہ ہو۔ اور اطمینان آپ کے دو حرف لکھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔

والسلام والاکرام

خاکسار

مالک رام

مکتوبات ڈاکٹر مختارالدین احمد

(۱)

۵۷، ایس ایس ویسٹ

۱۷ / ۲ / ۵۰

مخدومِ گرامی! سلامِ مسنون

عرصہ ہوا، آپ کی خدمت میں اور قبلہ مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت گرامی میں علی گڑھ میگزین غالب نمبر کی دو کاپیاں بذریعہ رجسٹری روانہ خدمت کی گئیں۔ آج تک پتا نہ چلا کہ وہ آپ کو ملیں یا نہیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ رسالۂ اردو بھیج دیا جائے گا۔ غالباً اس کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ میرے پاس ایک بھی نہیں پہنچا۔ قومی زبان کا صرف ایک نمبر جس میں غلام محمد صاحب کی تصویر ہے، ملا ہے۔ براہِ کرم رسالۂ اردو میرے ذاتی پتے پر رجسٹری کے ذریعے بھجوا دیجیے۔ دفتر کے پتے پر خطوط اور کتابیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ قومی زبان میں تبصرہ ہوا ہو تو اس کی کٹنگ ضرور بھیج دیجیے گا۔ ممکن ہے پرچہ ضائع ہو جائے۔ رسالۂ اردو میں تبصرہ خود مولانا سے کرائیے، ورنہ آپ خود لکھیے۔ کسی کا تبصرہ میرے لیے مفید نہ ہو گا۔ میرے گزشتہ نمبر پر خود

مولانا نے تبصرہ تحریر فرمایا تھا جس میں بعض بڑے کام کی باتیں تھیں - الاستاذ الیمنی بہ خیر ہیں اور آپ کو اکثر یاد فرماتے ہیں - امید کہ مزاجِ گرامی قرینِ صحت و عافیت ہو گا - والسلام -

نیاز مند :

مختارالدین احمد

ریسرچ اسکالر ،

۵۷ ، ایس ایس ویسٹ

مسلم یونی ورسٹی ، علی گڑھ -

بشرفِ نظر :

جناب قاضی احمد میاں اختر صاحب جوناگڑھی

انجمن ترقی اردو پاکستان ، ہسپتال روڈ ، کراچی-

(۲)

۵۷ ، سرسید غربی

۱۴ / ۳ / ۱۹۵۰ء

مخدومِ گرامی ! سلام مسنون

میں کچھ دنوں کے لیے پٹنہ گیا ہوا تھا - واپسی پر آپ کا محبت نامہ اور پھر " اردو " کے تینوں نمبر ملے - اس کرم و نوازش کے لیے بے حد ممنون ہوں - اس سے پہلے اردو کا ایک نمبر بھی نہیں ملا- قومی زبان کے پرچے بھی نہیں ملتے ہیں - اگر یہ پرچے مجھے بھیجے جاتے ہیں تو براہِ کرم زحمت فرما کر دفتر کو میرا ذاتی پتا دے دیجیے - پرچے اس طرح غائب ہو جاتے ہیں اور میں سخت منتظر رہتا ہوں - میرا پورا پتا وہی ہے جس پر آپ خطوط تحریر فرماتے ہیں یعنی صرف " ۵۷ ، ایس ایس ویسٹ ، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ " - میگزین کے دفتر کا کوئی ذکر نہ ہو-

خوشی یہ ہے کہ آپ جیسے محقق کو بھی یہ ناچیز مجموعہ پسند آیا - اپریل کے " اردو " کا ابھی میں منتظر ہوں-

آپ کو سن کر مسرت ہو گی کہ یہ نمبر ملک میں بے حد مقبول ہوا ، اور اب میں اس کا دوسرا ایڈیشن کتابی شکل میں نکال رہا ہوں ، جس میں کچھ نئے مضامین کا اضافہ بھی ہو گا - کچھ نئے غیر مطبوعہ مکاتیب اور اشعار بھی فراہم کیے گئے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ کاش مولانا اس پر چند صفحے مقدمے کے طور پر لکھ دیں-

" چند ہم عصر " میں یہ اضافہ بڑا مفید ہو گا ، میں رسالۂ اردو کے لیے سرسید کے چند غیر مطبوعہ خطوط بھیجوں گا- انجمن میں اب کیا کیا کتابیں شائع ہو رہی ہیں ؟

یہاں کی کیا سناؤں - جس اہم قلمی یا مطبوعہ کتاب کو انجمن میں ڈھونڈھتا ہوں ، غائب ہے- خون کے آنسو رونا پڑتا ہے - آپ یہ نہ سمجھیں کہ دہلی میں لوٹ مچی ہے - دہلی سے علی گڑھ تک لوٹ مچی ہے - نئی مطبوعات کا اندازہ اس سے ہو گا کہ --- خطبات اور آصف علی کے --- مجموعہ شائع ہو رہا ہے اور نہایت اہتمام سے ، موخرالذکر کتاب --- پریس بمبئی میں شائع ہو رہی ہے - الاستاذ (علامہ عبدالعزیز میمن) آپ کو بہت یاد کرتے ہیں ، وہی نہیں ، ان کی گھر والی بھی آپ کو اور آپ کے گھر کے لوگوں کو بہت یاد کرتی ہیں اور ان کے اخلاقِ شکور سے متاثر ہیں - ان دنوں الاستاذ کچھ پریشان ہیں اور یہ پریشانی فطری ہے - اس خط کو پرائیویٹ تصور فرمائیں گے - والسلام -

آپ کا نیاز مند:
مختارالدین احمد

حضرت اختر جوناگڑھی مدظلہ العالی
انجمن ترقی اردو ، ہسپتال روڈ ، کراچی

مکتوبات ڈاکٹر گیان چند

(۱)

سیوہارہ ضلع بجنور یوپی ہند
۲۳ جنوری ۱۹۵۰ء

محترمی قاضی صاحب - تسلیم نیاز

آپ کا کارڈ پرسوں ملا تھا اور رسالہ اردو کے دونوں شمارے آج ملے - میرا مضمون واقعی بہت عمدہ چھپا ہے- رسالوں کے عطیے پر بے اندازہ شکریہ - افسوس ہے کہ پہلی بار آپ کو دو رسالے بھیجنے کا بار اٹھانا پڑا - آپ اگر رسالوں کو لفافے میں بھیجا کریں تو ڈاک والے ڈاکوؤں کو رسالۂ اردو کا قیاس نہ ہو سکے اور وہ ڈاکہ نہ ڈالیں - جن صاحب کے لیے رسالۂ اردو کا اقبال نمبر درکار تھا انھیں اب کہیں سے مل گیا ہے- آپ زحمت نہ کریں-

ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے تاریخ کلیلہ و دمنہ کے نام سے مقالہ لکھا تھا- وہ مقالہ تو میری نظر سے نہیں گزرا لیکن ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء میں رسالۂ اردو میں شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کا ایک مضمون دیکھنے میں آیا - انھوں نے ڈاکٹر سید علی کا مقالہ پڑھنے کے بعد مضمون لکھا ہے لیکن خود اسمٰعیل صاحب کا مضمون بہت مختصر اور بے انتہا غلط بیانیوں سے پر ہے- اسماعیل صاحب نے بھی

تراجم کا ایک چارٹ دیا ہے جس میں تقریباً چالیس ترجموں کا ذکر ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر بلگرامی کے مندرجہ سب تراجم شامل کیے ہی ہوں گے۔ میرے پاس کوئی ایک سو چالیس ترجموں کی فہرست ہے اس کے علاوہ میں نے سنسکرت پنچ تنتر اور ہتوپدیش کے ہندی اور انگریزی ترجموں سے انوار سہیلی کی کہانیوں کا مقابلہ کرکے تمام کہانیوں کی اصل معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں میں نے چھ سات صفحے تنقید کے بھی شامل کیے ہیں۔ اس طرح نگار میں مقالے کا جو حصہ شائع ہوا تھا وہ کل مقالے کا محض ایک تہائی ہے۔ آپ مطمئن رہیے یہ مضمون بھی الف لیلہ کے مضمون کے برابر تحقیقی ہو گا۔ لیکن اس کا حجم ضرور کم ہے۔ علی گڑھ سے مقالہ منگانے کی کوشش کروں گا۔

اکتوبر کے رسالۂ اردو میں قبلہ مولوی صاحب نے شاہنامے کے کسی دکنی ترجمے کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اردو کا دوسرا ترجمہ انیسویں صدی کے آخر کا ہے شاہنامے کے مختلف حصص کے تو اردو میں بہت سے ترجمے ہیں لیکن تین مکمل ترجمے بھی ہیں ایک ، ۱۸۱۰ء کی نظم دوسری سنہ ۱۸۵۹-۶۰ء کی نظم اور تیسرا سنہ ۱۸۵۰ء کا سرور کا سرور سلطانی۔ کیا کوئی صورت ہے کہ چند سطور میں ان تراجم کا بھی رسالۂ اردو میں تعارف کرا دیا جائے۔ یہ ایک خط کی صورت میں بھی ممکن ہے۔ خط میں ان تینوں ترجموں اور دوسرے نامکمل ترجموں کا ذکر کیا جائے اور یہ خط رسالے میں جگہ پا جائے۔ امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہو گا۔ رسالے کے شمارے قابلِ ہزار ستائش ہیں۔

خادم

گیان چند

(۲)

جہانگیر آباد ۔ بھوپال

۱۳ فروری ۱۹۵۱ء

مکرمی قاضی صاحب تسلیم ۔ عرصے سے گرامی نامہ نہیں ملا۔ براہ مہربانی تحریر فرمائیے کہ کتاب کی کتابت وطباعت کس منزل تک پہنچی ہے ، نظرِثانی کی کیا افتاد و روش ہے ۔ ممکن ہو سکے تو نظرِثانی کی ہوئی کچھ عبارت کی نقل میرے مفاد کے لیے عنایت فرمائیے۔ دیباچے کی نقل بھی مرحمت کیجیے،کب تک طبع ہو سکے گی اور کس وقت تک کتاب پریس سے آئے گی۔ اطلاع ہے کہ پاکستان سے ۵۰ روپے کا منی آرڈر آ سکتا ہے ۔ معلوم نہیں یہ کہاں تک ٹھیک ہے ۔ اس صورت میں جتنے نام ضرورت ہو دے سکتا ہوں تاکہ رقمِ حقِ تصنیف ان کے نام روانہ کی جا سکے۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ۔

ہاں آپ نے مقدمے کا کتنا حصہ تحریر فرما دیا ۔ اشاعت سے پہلے اسے بھی ایک نظر دیکھ لینا چاہتا ہوں تاکہ کہیں اختلاف رائے ہو تو اس کی صفائی پیش کر سکوں۔

نیاز کیش

گیان چند

مکتوب ظہیر الدین مدنی

بمبئی ۱۲ جولائی

محترمی قاضی صاحب تسلیم

مزاج گرامی ، مضمون موصول ہوا ، اس لطف و کرم کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اس کی کتابت میں اپنے سامنے کراؤں گا اور پروف بھی احتیاط سے دیکھوں گا۔

ورلود کا متعلق گزٹیر میں دیکھنے کے بعد عرض کروں گا گجرات میں بارڈہولی کے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام والوڑ ہے مسلمان اسے بالوڑ کہتے ہیں ، یہاں مسلمانوں کی کافی بستی ہے یہاں کا قاضی خاندان ایک زمانے میں مشہور تھا۔

صادق فراقی کے متعلق میں نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ یہ گجراتی تھا ، اس کا نام صادق ہے۔حدیقۂ احمدی میں مرقوم ہے کہ یہ احمد آباد کے مشہور شاعروں میں سے تھا ، یہ بھی لکھا ہے کہ قصہ گو اور ریختہ گو شاعر تھا ، میں نے یہ تمام باتیں اپنے مقالے میں لی ہیں ، میرے پاس ایک بیاض ہے جس میں فراقی کا کچھ کلام ہے ، ایک غزل میں لکھتا ہے

گجرات نگر سیں یارب تو مجھ کوں لے جا کر
کریو تو فنا مجھ کو محمد کی گلی میں

پہلا مصرعہ وزن سے خارج معلوم ہوتا ہے- یہ پوری غزل ہے- اس بیاض میں ایک مخمس بھی ہے آخری شعر یہ ہے :

میاں صادق فراقی دیکھ مجلس میں نظر کر کر
ترے شعراں کوں پڑھتے ہیں شہ و میر و وزیراں مل

میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح میرا مقالہ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے ، آپ اسے ایک نظر دیکھیں اور ضروری اصلاحیں تحریر فرمائیں تاکہ میں اب اسے شائع کرنے کی کوشش کروں ، ورنہ اگر اسے ایسے ہی رہنے دیا تو میری محنت بیکار جائے گی۔

ترمذی صاحب سے سنا ہے مولوی صاحب مجھ سے خفا ہیں ، قاضی صاحب ! میرے مقالے میں آپ وہ مقام دیکھ لیں جس کی وجہ سے مولوی صاحب خفا ہیں ، ہوا یہ کہ ایک صفحے پر دو تین اقتباسات ہیں ، ایک مولوی صاحب کی تصنیف " اردو کی ابتدائی ----" میں سے ملک محمد

جائسی کی تصنیف کے شارح کے بیان کے متعلق ہے، دوسرا اقتباس بدایونی میں سے ہے۔ مقالہ ٹائپ کرنے والے نے فٹ نوٹ میں بدایونی کا نمبر مولوی صاحب والے اقتباس پر ڈال دیا، اور کچھ نہیں ہوا ہے۔ احمد آباد میں یہی بات مولوی صاحب کو بتا چکا ہوں۔ مقالے میں یہ گڑبڑ ہو گیا ہے شاید وہ بھول گئے، مقالہ پہنچ جائے، اس کے بعد آپ ضرور مولوی صاحب کو یہ چیز بتا دیں تاکہ دل سے وہ خیال نکل جائے، اس خط کے ساتھ مقالے کے خلاصے کی نقل حاضر کرتا ہوں، میں چاہتا تھا کہ آپ کو اس کی صاف نقل بھیجوں لیکن دشواریوں کی وجہ سے یہی بھیجتا ہوں۔ آپ دیکھنے کے بعد یہی واپس کر دیں یا اس کی ایک صاف نقل روانہ فرمائیں،

امید کہ بھائی سے ملاقات ہوتی ہو گی، چند دنوں پہلے وہ بہت بیمار ہو گئے تھے۔

نیازمند

ظہیرالدین مدنی

مکتوب محمد امین زبیری

اک اک اسکول نمبر ۱۲ / ۳، کراچی

مکرمی قاضی صاحب، تسلیم۔ کتاب باقیات بجنوری بہ شکریہ واپس ہے۔ بھوپال میں میرا ان کا کافی ساتھ رہا، عالمِ نزع میں بھی قریب تھا، مٹی دینے میں بھی شریک رہا، خدا بخشے بڑی خوبیاں تھیں۔ مجھے ابتدائی زندگی میں تو بمبئی میں چند سال محسن الملک کے پاس کام کرنے کا موقع ملا۔ طیب جی فیملی سے بھی قریبی واسطہ رہا۔ دو اخباروں میں ادارت کی۔ ایک خود شائع کیا، پھر بھوپال میں ۳۴ برس گذارے۔ ۲۸ سال سرکار عالیہ مرحومہ کی روبکاری میں مسلسل رہا اور اس سلسلے سے قومیات اور قومی مشاہیر اور علی گڑھ سے تعلق ہو گیا۔ پھر ۱۲ سال علی گڑھ کا قیام، عبدالحق سے پہلی ملاقات بمبئی میں ہوئی، دل چاہتا ہے کچھ یادِ ایّام لکھوں۔ بھوپال میں بڑے تجربات ہوئے، محسن الملک کی لائف لکھنے میں جذبۂ احسان مندی، اور وقارالملک میں ان کی عظمت شامل تھی۔ سرکارِ عالیہ کی لائف میں دونوں چیزیں مگر یہ سرکاری قسم کی ہے۔ یادِ ایّام میں اصلی تصویر بھی کھنچ جائے گی مگر اب ہاتھ کی طاقت جواب دے رہی ہے، بصارت بھی کمزور ہے،

عبدالحق کے خطوط کا بڑا مجموعہ میرے فرزند محمد یامین کے پاس ہے اور سب میرے نام کے، اگر انجمن میں محفوظ رہیں تو وہ دے دیں گے۔ میرے خیال میں تو ان کے خاص دوستوں سے بھی حاصل کر لیجیے۔ میں اور ہاشمی صاحب ان کی فہرست مرتب کر دیں۔

معلوم ہوا ہے کہ خم خانۂ جاوید میں سرسید کا ذکر بحیثیت شاعر ہے۔ آہی ان کا تخلص بتایا ہے۔ دو ایک شعر بھی ہیں، ملاحظہ فرما کر نقل کرا دیجیے، چند سطور ہیں۔

خطوط سرسید کتب خانہ عام میں ہے اس کی جلد بھی اسی طرح بھجوا دیجیے ، بہت جلد واپس کر دوں گا۔

اس عریضے کا جواب حامل ہذا جب آپ فرماویں لینے کو آ جائے گا۔

دوسرا خط مولوی صاحب کو بھجوا دیجیے ، اگر کاغذ واپس کریں تو حامل ہذا کو دے دیجیے اور اگر اس وقت موقع نہ ہو تو پھر لے جائے گا۔

مخلص

محمد امین زبیری

مکتوبِ عشرت رحمانی (مع تحریر مولانا امتیاز علی خاں عرشی)

ریڈیو پاکستان

محترم مکرم مولانا صاحب السلام علیکم

حامل عریضہ محمود شاہ خاں صاحب کا تعارف کرانے کی جرأت اس لیے کر رہا ہوں کہ آج کل یہ بیکار ہیں - لیکن بہت باکار کار پرداز ہیں - اگر آپ کے ادارے کے سلسلے میں کوئی خدمت ان کے [illegible] ہو سکے تو مجھے کامل یقین ہے کہ یہ آپ کو مطمئن کر سکیں گے - اور میں شکر گزار ہوں گا۔ والسلام

احقر

عشرت رحمانی

(اس خط کے ساتھ مولانا امتیاز علی خاں عرشی کی تحریر بھی منسلک ہے ، ذیل میں درج کی جاتی ہے)

ناظم کتاب خانہ رامپور

۶ اپریل ۱۹۵۰ء

میں تصدیق کرتا ہوں کہ منشی مسعود شاہ خاں سینئر کلرک کتاب خانۂ رام پور بڑے لائق محنتی ، دیانت دار اور فرض شناس اہل کار ہیں - یہ تقریباً ۱۴ سال سے میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں ، اور اپنی اطاعت شعاری اور کار دانی کے تحت میرے لیے بڑے اطمینان کا باعث بنے ہیں۔

مسعود شاہ خاں کو ادبی ذوق بھی خاصا ہے ، انھوں نے کتاب خانۂ رامپور کے شعبۂ اشاعت کی ترقی میں اپنے فرائض منصبی کے علاوہ بڑی مدد دی ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انتظامی و علمی دونوں قسم کے شعبوں میں کامیاب اہل کار ثابت ہو سکیں گے۔

(دستخط)

امتیاز علی عرشی

لائبریرین

مسعود شاہ جہاں

روہیلہ کمپاؤنڈ ملیر سٹی کراچی

مکتوبِ خوشتر منگرولی مدیرِ "زبان"

۲۵ / ۱ / ۱۹۵۲ء

مخلص محترم! تحیۂ مسنون

سرکار عالی کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے حسبِ وعدہ پیش لفظ لکھ دیا ہے اور اچھا لکھا ہے۔ دل برداشتگی و شکر رنجی کا کہیں کوئی پہلو نظر نہیں آتا، اگرچہ مجھے اس کی نقل تک دیکھنے کا موقع نہیں ملا تاہم مجھے آپ کی دیرینہ کرم فرمائی سے توقع ہے کہ آپ نے بلا روے و رعایت صاف صاف باتیں ہی لکھی ہوں گی۔ اس کے لیے بہت بہت شکریہ۔

چند روز ہوئے بازار میں پرانا مال بیچنے والوں کے پاس ردی کے کاغذات میں (...) ایک قلمی کتاب جس کے اول و آخر کے چند اوراق غائب تھے ایک سید صاحب کے ہاتھ لگی انھوں نے مجھے دکھائی۔ میں نے دیکھا تو اس میں حضرتِ مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے جن جن اولیائے کرام سے خرقے اور خلافت حاصل کیے تھے ان بزرگوں کے نام مع ہر خانوادے کے شجرات اور اپنے تمام خلفاء کے اسماء مبارک بالتفصیل تحریر ہیں چند اوراق اوراد و وظائف اور قصائد کے لیے بھی مخصوص ہیں اور سب سے آخر میں ہمارے کام کی بات تحریر ہے مگر افسوس کہ صرف دو ہی صفحوں پر ہے بقیہ صفحات غائب ہیں اور وہ ہے "قصہ از اصل بنیادی اینست" یہ قصہ بزبانِ عربی سومنات پر محمود غزنوی کے حملے سے متعلق ہے جس کی سطر بہ سطر اور حرف بہ حرف نقل کرا کے ہمنوشتہ ہذا ملفوف ہے۔ کتاب کے نام کے متعلق ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ شاید "کتاب جامع الطرق" نام ہے کیونکہ دو جگہ پر کونوں پر یہ خط جلی سرخ روشنائی سے اس طرح لکھا ہے:-

۱- الحد ... من کتاب جامع کتاب الطرق

۲- الحد دویم من کتاب جامع الطرق

اور جہاں اوراد و وظائف وغیرہ ختم ہوتے ہیں وہاں اس طرح لکھا ہے:-

اعلم ان ھذالکتاب المبارک المسمی جامع الطرق البرھانیۃ فی الباس خرق فرق المشائخ

الصوفیہ الربانیہ مشتمل علی

کتاب کا رسم الخط عربی ہے اور زبان فارسی ہے مگر قصۂ سومنات کی زبان عربی ہے - یہ کتاب پٹن کے قاضی خاندان کے قبضے کی معلوم ہوتی ہے کیوں کہ محمد میاں دین میاں کے ہاں سے جو پرانا اسباب اور ردی کاغذات (پاکستان جانے سے پہلے) فروخت کرنے کے لیے پرانا مال بیچنے والوں کو دیے گئے تھے اس میں سے دستیاب ہوئی ہے- ممکن ہے اس کی اور نقلیں بھی ہوں گی جو یہاں کے سادات میں سے کسی کے پاس ہو گی یا احمد آباد میں حضرت شاہ عالمؒ کے سجادہ نشین کے پاس ہو گی. بہرحال اگر اس قصے میں کوئی اہمیت ہو تو اس کی تحقیق کی جائے شاید پیر محمد (احمد آباد) کے کتب خانے کے قدیم مخطوطات میں بھی ہو- کتاب میں کسی جگہ تاریخ تحریر رقم نہیں-

فقط

آپ کا خوشتر

نوٹ :-

خوشتر منگرولی کی ادارت میں نکلنے والے ، گجرات کے اردو ماہنامے " زبان " منگرول کی مکمل فائل (۲۸ - ۱۹۲۹) کی عکسی اشاعت خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ مشترکہ شمارہ ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ میں شامل ہو کر ۱۹۸۷ء میں سامنے آئی ہے- میں قاضی احمد میاں کی متعدد تحریریں شامل ہیں - اسی طرح پیارے لال شاکر کی ادارت میں نکلنے والے ماہنامے " العصر " (۱۹۱۳ - ۱۹۱۷ء) کا انتخاب جرنل کے شمارہ مشترکہ ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ میں شامل ہے اور اس میں بھی قاضی احمد میاں کی تحریریں ملتی ہیں - (نجم الاسلام)

مکتوب ڈاکٹر عبداللہ چغتائی

۱۰ - ۱۱ - ۴۹

محترم معظم جناب اختر صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کو ایک خط آپ کے خط کے آنے کے بعد تحریر کیا جس میں بعض امور متعلق ایجنسی وغیرہ لکھے تھے اور اس کے جواب کا منتظر تھا- عنقریب آپ سے ایک صاحب لاہور سے میری ایک چٹھی لے کر ملے گا اور اس کی غرض بھی ایجنسی کتب وغیرہ سے ہے اور اس نے اس سے پیشتر بھی لکھا تھا اس امر کے متعلق میں آپ کو مفصل اپنی ذات کے متعلق تحریر کر چکا ہوں- وہ مکتبہ مجھے اپنا لاہور میں نمائندہ Sales reprentative بحیثیت distributor بنا سکتا

ہے ، اب اس شخص سے میری اس ذاتی خواہش کا ذکر نہ کرنا اور آپ ان کی سن لینا کیوں کہ یہ لوگ مارکیٹ میں پہنچ کر کسی کو کچھ کمانے نہیں دیتے اور نہ مناسب کام کرنے دیتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ ضرور توجہ سے مجھے اس امر کے متعلق مطلع کریں گے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

عبداللہ چغتائی

آپ کا مرسلہ نہ تو اول نمبر اردو ملا اور نہ دوسرا نمبر ، ذرا توجہ دیں۔

مکتوبات ڈاکٹر سید عبداللہ

(۱)

اورینٹل کالج ، لاہور

۲۳ - اپریل ۱۹۵۳ء

مکرمی و محترمی! سلام مسنون

عنایت نامہ موصول ہوا - یادآوری کا بہت بہت شکریہ - میں آپ کے مقالے " روضۃ الاسلاطین " کی نقل کراکر آپ کو ارسال کرا دوں گا - البتہ اس کام میں تاخیر ہو گی - کیوں کہ نقل کرنے والا شخص جلد دستیاب نہ ہو سکے گا۔

امید ہے آپ مزاج بخیر ہو گا

والسلام

نیازمند

سید عبداللہ

بخدمت شریف

جناب قاضی احمد میاں اختر صاحب جوناگڑھی

انجمن ترقی اردو پاکستان - اردو روڈ ، کراچی

(۲)

اورینٹل کالج ، لاہور

۲۳ نومبر

مخدومی قاضی صاحب سلام مسنون

مزاج شریف - بجواب مراسلہ مورخہ ۱۹ نومبر عرض ہے کہ میرا مضمون " حالی کا تصور اسلوب " اب صاف ہو گیا ہے ، ایک دو روز میں انشاء اللہ آپ کو مل جائے گا - قبلہ مولوی

صاحب کی خدمت میں سلام مسنون - والسلام

نیازمند

سید عبداللہ

نصرتی کی گلشن عشق چھپ چکی ہو تو ایک نسخہ وی پی پی بھجوا دیجیے - والسلام -

(۳)

اورینٹل کالج لاہور

۷ جنوری ۱۹۵۲ء

گرامی قدر قاضی صاحب - سلام مسنون - مزاج شریف

آج ایک اہم ضرورت سے خط لکھ رہا ہوں - ہماری یونی ورسٹی میں وائس چانسلر کی مستقل اسامی عرصے سے خالی ہے - جناب ایس اے رحمن صاحب عارضی وائس چانسلر ہیں - وہ مستقل آدمی کے آنے تک کام کریں گے - معلوم ہوا ہے کہ ان دنوں مستقل وائس چانسلر کے تقرر کا مسئلہ عزت مآب چندریگر صاحب چانسلر پنجاب یونیورسٹی کے زیر غور ہے - اس موقع پر میں ایک خادم اردو کی حیثیت سے کچھ متفکر ہوں - خدشہ یہ ہے کہ پیروی نہ کرنے کی صورت میں کوئی ایسا وائس چانسلر نہ آجائے جو اردو کا مخالف ہو یا کم از کم اردو کی حمایت کے لیے سچی تڑپ نہ رکھتا ہو آپ کو معلوم ہے کہ نظر صاحب نے اپنے زمانے میں اردو کی ترویج کے لیے بہت کچھ کیا تھا - اس کے علاوہ ڈاکٹر ملک صاحب نے یونیورسٹی میں اردو کی ترقی کے لیے اقدامات کیے تھے - اب کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی غیر ہمدرد وائس چانسلر کے آنے سے سب پرانے کام خاک میں مل جائیں - اس کے پیش نظر میں بشدت محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں خاص اس غرض سے بھی وائس چانسلر کے تقرر پر نظر رکھنی چاہیے - پنجاب اس وقت اردو کا سب سے بڑا مرکز ہے - اس لیے اس میں اردو کے معاملات کسی ہمدرد اور بیدار مغز وائس چانسلر کے تقرر کے متقاضی ہیں - یعنی کسی ایسے آدمی کے تقرر کے جو نہ صرف عقیدتاً بلکہ عملاً بھی اردو کا سچا درد رکھتا ہو -

اس وقت جو لوگ میدان میں ہیں ان میں میری رائے میں ڈاکٹر برکت علی قریشی سب سے زیادہ موزوں آدمی ہیں - وہ ہمارے کالج کے پرنسپل ہیں اور اردو کے حقیقی خیر خواہ اور خادم ہیں - آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ وہ حال ہی میں ایک بڑے سیاسی منصب (سفارت) کو چھوڑ کر پھر تعلیمات میں واپس آئے ہیں حالانکہ وہ منصب دینوی منافع اور اثر و اقتدار کے اعتبار سے بدرجہا بہتر تھا مگر تعلیمی مشاغل سے دلچسپی کی وجہ سے انھوں نے اس پر لات مار دی ہے -

مجھے شبہہ ہے کہ وائس چانسلری کے باقی امیدوار اس تعلیمی مسند کو دوسرے مناصب کے حصول کا ذریعہ بنائیں گے مگر یہ تو اس قسم کے منصب کو پہلے ہی چھوڑ کر ادھر آرہے ہیں - اس

وجہ سے میرا خیال یہ ہے کہ ان کا کام زیادہ مخلصانہ اور بے غرض ہو گا - اپنی علمی اوصاف کے اعتبار سے وہ کسی سے کم نہیں اور تعلیمی تجربے کی کہانی مختصراً یہ ہے کہ اس وقت وہ ہماری یونی ورسٹی کے سب سے پرانے (سینیر) پروفیسر ہیں- اس لحاظ سے بھی ان کا تفوق مسلم ہے ------ اور آخر میں میں اس بات کو پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ ان کے تقرر سے اردو کو بڑی ترقی ہو گی-

میں جب نومبر میں کراچی حاضر ہوا تھا تو آپ نے مجھ سے عزت مآب چندری گر صاحب کے متعلق تذکرہ کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ انھیں اردو کے مسئلے سے دلچسپی ہے- آپ کے ان سے جو مخلصانہ مراسم ہیں ان کی بنا پر آپ سے التماس ہے کہ آپ اس معاملے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں یعنی وائس چانسلری کے سلسلے میں مناسب و موزوں آدمی کا تقرر کراتے ہوئے ہماری یونی ورسٹی کی اور بالواسطہ زبان اردو کی ایک خدمت انجام دیں - عزت مآب چندری گر صاحب آج کل کراچی ہیں- آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی قریب ترین فرصت میں ان سے مل کر ڈاکٹر برکت علی قریشی کا تذکرہ فرما دیجیے اور یہ ذہن نشین کرانے کی تکلیف اٹھائیے کہ ان کا تقرر تعلیمات اور اردو دونوں کے لیے مفید ہو گا - میں ڈاکٹر صاحب کے اوصاف علمی کی فہرست (صرف آپ کے مطالعہ و حوالہ کے لیے) منسلک کر رہا ہوں تاکہ آپ ان کے اوصاف کا مفصل تذکرہ کرتے وقت کاملاً واقف اور باخبر ہوں - یہ فہرست عزت مآب کو دکھانے کی ضرورت نہیں- مجھے آپ کی عنایات سے توقع ہے کہ آپ بہت جلد کوئی مؤثر قدم اٹھا کر مجھے بھی اشارۃً نتیجے کی اطلاع بہم پہنچا دیں گے- اس معاملے میں پوری راز داری کا خیال رکھیے گا-

عنایت نامہ مل گیا تھا - توجہ اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں- والسلام

نیازمند

سید عبداللہ

رقعات ڈاکٹر سید معین الحق

(۱)

انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی

۲۹ نومبر ۱۹۵۱ء

محترمی جناب قاضی صاحب تسلیم -

ہم لوگوں کو بے حد مسرت ہوگی اگر آج سہ پہر کو تین بجے جناب والا اس عصرانے میں

شرکت فرمائیں جو اساتذہ کی طرف سے جناب عبدالرحمن صاحب صدیقی کو دیا جا رہا ہے۔

نیازمند

سید معین الحق

----

(۲)

۳ فروری ۱۹۵۲ء

محترمی قاضی صاحب تسلیم ۔

میں بطور یاد دہانی عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا مضمون ہسٹری کانفرنس کے لیے تیار ہونا چاہیے۔

نیازمند

سید معین الحق

(ڈاکٹر سید معین الحق قیام پاکستان کے بعد علی گڑھ سے کراچی آگئے تھے۔ اردو کالج سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی انھی کی کوششوں سے وجود میں آئی وہ سوسائٹی کے معتمدِ عمومی اور ناظم رہے۔ ڈاکٹر صاحب کو انجمن ترقی اردو پاکستان سے تعلق تھا۔ انجمن کے ابتدائی دور میں اس کے معتمد اعزازی بھی رہے تھے لیکن ہسٹاریکل سوسائٹی کی مصروفیت کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تھے اٹھاسی سال کی عمر میں سنہ ۱۹۸۹ء میں انتقال ہوا۔)

مکتوب چراغ حسن حسرت

مکرمی! تسلیم

"پہلوانی کے متعلق جتنا کچھ ہو چکا ہے ، ازراہ کرم بھجوا دیجیے۔ دو ڈھائی صفحے بھی بہت ہیں ، کیونکہ ہم نے گاماں ، حمیدا اور بھولو کا انٹرویو ریکارڈ کرا لیا ہے جو سترہ اٹھارہ منٹ کا ہو گا۔ آپ نے جو معلومات فراہم کی ہیں ، انھیں اس میں شامل کر کے اچھا خاصا پروگرام مرتب ہو جائے گا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے ۔ میں کئی روز سے حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں ، لیکن یہاں کے بکھیڑوں میں فرصت ہی نہیں ملتی۔

نیازمند:

حسرت

مکتوب سید ابوالخیر کشفی

مخدوم و مکرم قاضی صاحب قبلہ! آداب خادمانہ

میں دو تین مرتبہ در دولت پر حاضر ہوا، لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔

آپ کے پاس ایک کتاب ہے "سنہ ۵۰ کا بہترین ادب" وہ کالج کے کتب خانے کی کتاب ہے۔ براہ کرم آپ عباس شاہین صاحب کو عنایت کر دیجیے، مجھ تک پہنچ جائے گی، کالج والے تقاضا کر رہے ہیں۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مجھے "کلیاتِ ولی" اور ولی کے متعلق آپ کے مضامین کی اشد ضرورت ہے، عباس شاہین صاحب کو عنایت فرما دیجیے۔

میں بہت جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

خادم:
سید ابوالخیر کشفی

مکتوب عبدالمجید حیرت شملوی

موڑک (راجستھان)
بی بی اینڈ سی آئی ریلوے
جمعرات، ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء

مخدومی و محترمی جناب قاضی صاحب مدظلہ، ! السلام علیکم

معافی چاہتا ہوں کہ نیاز حاصل نہیں مگر خطاب کی جرأت کر رہا ہوں - ذاتی تعارف کے لیے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ اس گنہگار کا نام اگر آپ نے کسی سے سنا نہ ہو گا تو بعض رسالوں میں دیکھا ضرور ہو گا۔ مزید یہ کہ برسوں سے بیمار ہوں، بستر پر دراز اور اس دور افتادہ بستی (موڑک) میں زندگی کے دن گزار رہا ہوں - معذور کچھ ایسا ہوں کہ چند منٹ بیٹھنا بھی دشوار ہے مگر اس شافی و قادر مطلق سے صحت کا امیدوار ہوں، مایوس ہرگز نہیں، اچھا ہوتا تو کراچی ہوتا اور دفتر اسمبلی میں سپرنٹنڈنٹ، مگر حضرت حق کو منظور نہ ہوا۔

یہاں بدقسمتی ایک یہ بھی ہے کہ اس مختصر سی بستی میں ایک شخص بھی صاحب ذوق نہیں اور مطالعے کے اسباب تو یکسر مفقود ہیں۔ اس پر علالت کی علت میں جیب بھی اس قابل

نہیں کہ تسکین ذوق کا کچھ سامان فراہم کر سکوں۔ بعض احباب چند رسالے بھیج دیتے ہیں اور اس طرح پڑھنے کے لیے کچھ مل جاتا ہے۔ چنانچہ میری درخواست پر ایک صاحب نے یکم اکتوبر کا "قومی زبان" بھیج دیا۔ پرچہ پڑھنے کے بعد "ذاتی تاثرات یہ ہیں، شاید آپ اتفاق فرمائیں:

۱۔ میرے عزیز دوست خواجہ محمد شفیع دہلوی، یقیناً اہل زبان ہیں، مگر اس حد تک نہیں کہ مستند ہوں۔ سند کے لیے سلامت ذوق شرط ہے، اور وہ ہر شخص کا حصہ نہیں۔

نہ ہر کہ سر بتراشد، قلندری داند

۲۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ کی یہ رائے کہ H of L کا ترجمہ "کچہری امیروں کی"، اور H of C کا ترجمہ "کچہری وکلائے رعایا کی" یا "کچہری وکلاء کی" کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔ کچہری بہت عامیانہ لفظ ہے۔ اس میں وقار (dignity) بالکل نہیں، دراں حالیکہ الفاظ اور، مصطلحات میں وزن اور وقار بھی ایک چیز ہے جس کی رعایت نہایت ضروری ہے۔ یہ چیز فارسی اور عربی کے اثر سے اردو میں بحمد اللہ موجود ہے، ہندی میں غالباً نہیں، ویسے بھی دارالامراء اور دارالعوام پہلے ہی سے شائع اور ذائع ہیں۔ پھر کسی تبدیلی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۳۔ سمن: یہ لفظ اسی طرح زبانوں پر رواں ہے اور واحد لفظ ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اسے دو لفظی "طلب نامہ" سے بدلا جائے۔

اس بیمار گنہگار کو ترجمے سے بڑی دل چسپی ہے۔ شاید آپ کو علم ہو۔ "بنی اسرائیل کا چاند" جو سر رائڈر ہیگرڈ آنجہانی کے اسی نام کے ایک ناول کا ترجمہ تھا، اسی خاکسار سے منسوب تھا اور سنہ ۳۸ میں مکتبہ جامعہ (شاخ لاہور) کے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔ اس دو تین مہینے میں جب کچھ اور وقیع کتاب میسر نہ آسکی، تو مارک ٹوین سے ۳۴ ترجمے ہی کر ڈالے۔ جی چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے، لیکن محنت ہو تو کسی معقول کتاب پر ہو۔ اس لیے اگر آپ یا حضرت مولوی صاحب قبلہ، ازراہ بندہ پروری اخلاق، ادب، یا تاریخ کے موضوع پر انگریزی (یا امریکن ادب سے کوئی کتاب ترجمے کے لیے تجویز فرما دیں تو عین کرم ہو گا۔ کسی ایسی کتاب کا ترجمہ، اگر بتوفیق الٰہی کامیاب ہو تو کچھ پائیدار اور مفید تو ہو گا۔

اردو کی ایک مرکزی لائبریری کے سلسلے میں ایک کوشش یہ بھی ہونا چاہیے کہ طابع و ناشر حضرات قانوناً اس امر کے مکلف ہوں کہ مطبوعات مرکزی لائبریری میں بھیجتے رہیں۔

نیازمند

عبدالمجید حیرت

مکتوبات پروفیسر یوسف سلیم چشتی

(۱)

کرشنا نگر (لاہور)

۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء

محترمی و مکرمی! سلام مسنون

میں اکثر آپ کو یاد کیا کرتا تھا لیکن مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ بارے رسالۂ اردو نظر سے گذرا تو معلوم ہوا کہ آپ کراچی میں ہیں اور اس رسالے کو ایڈٹ کر رہے ہیں۔ اللہ کاشکر ادا کیا کہ آپ زندہ سلامت ہیں۔ اب آپ بہت جلد جملہ متعلقین کی خیریت سے مطلع فرمائیے تاکہ ان کو اطمینان ہو اور یہ بھی لکھیے کہ غوثی صاحب کہاں ہیں اور فصو میاں (فصیح الحق عباسی) کس حال میں ہیں؟

اگر آپ مستقل طور سے کراچی آگئے ہیں تو اپنا کتب خانہ بھی ساتھ لے آئے ہیں یا وہ بیش قیمت ذخیرہ وہیں رہ گیا؟

ماہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں جب دلی میں قتل عام شروع ہوا تو میرے خاندان کے افراد، محض خدا کے فضل سے زندہ بچ کر اور کچھ سامان ساتھ لیکر میرے پاس بھوپال آگئے اور وہاں سے بمبئی اور کراچی ہوتے ہوئے لاہور آئے۔ اب ہم لاہور میں رہتے ہیں سب سے چھوٹا بھائی اور دو بہنیں کراچی میں ہیں۔ میرا کتب خانہ دلی میں برباد ہو گیا اور جو ذخیرہ کتب، آبائی وطن میں تھا وہ بھی نذر آتش ہو گیا۔ جوناگڑھ، مانادور اور بانٹوہ کی بتاہی کا دل کو بہت افسوس ہے، وجہ یہ ہے کہ ان مقامات سے مجھے ایک گونہ تعلق رہا ہے۔ اب آپ مفصل حالات سے مطلع فرمائیے مجھے آپ کی کتابوں کا بار بار خیال آتا ہے۔ خدا کرے آپ انھیں ساتھ لے آئے ہوں۔

کل پرسوں حافظ محمد عالم ایڈیٹر رسالہ عالمگیر میرے پاس آئے تھے کہ "میں قومی زبان میں عالمگیر کے سلور جوبلی نمبر کا اشتہار دینا چاہتا ہوں۔ آپ قاضی صاحب کو لکھیے کہ اگر اجرت طبع اشتہار میں کچھ رعایت ہو سکے تو اس کی مہربانی ہو گی" اس لیے اگر آپ اس معاملے میں ان کے ساتھ کچھ رعیت کر سکیں تو مجھے مطلع فرمائیے، میں ان سے رقم کی مطلوبہ پیشگی بھجوا دوں گا۔ حافظ صاحب سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں اس لیے انھیں یہ ہمت ہوئی۔ بہرحال یہ تجارتی معاملہ ہے اور اسے آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اگر رعایت ممکن ہو تو بہت اچھا ورنہ کوئی شکایت نہیں۔

خیر طلب

سلیم چشتی

۳۔ اونکار روڈ، کرشنا نگر، لاہور

(۲)

۳- اونکار روڈ، کرشنا نگر، لاہور

۳۰ مئی ۱۹۵۰ء

میرے محترم قاضی صاحب

سلام مسنون کے بعد آپ کا خط مورخہ ۳ مارچ مجھے ۶ مارچ کو مل گیا تھا - لیکن اس کا جواب اب لکھ رہا ہوں کیونکہ جس زمانے میں آپ کا خط ملا میں والدہ صاحبہ مرحومہ کی تیمارداری میں مصروف تھا - ۱۴ اپریل کو انتقال ہو گیا- انا للہ وانا الیہ راجعون- وہ ۳ سال سے مرض سرطان میں مبتلا تھیں - بالآخر بمصداق "کل نفس ذائقۃ الموت" ہم ان کے وجود بابرکت سے محروم ہوگئے-

ان کی وفات کے بعد پھر میں نے اپنے سالانہ امتحان کی طرف توجہ کی - شاید میں نے آپ کو مطلع نہیں کیا تھا، میں نے اورینٹل کالج میں مولوی فاضل کلاس میں داخلہ لے لیا تھا- ۲۴ مئی کو امتحان ختم ہو گیا تو اب آپ کو خط لکھ رہا ہوں-

قاضی صاحب! بات یہ ہے کہ ہماری آپ کی دوستی کی بنیاد خلوص اور باہمی قدردانی اور عزت پر ہے- ہم اگر برسوں ایک دوسرے سے نہ ملیں یا خط نہ لکھیں تو دوستی اور توقیر کے جذبات میں کمی نہیں آ سکتی-

اب یہ مطلع فرمائیے کہ آپ کے کتب خانے کا وہ حصہ جو محفوظ تھا آپ تک پہنچ گیا یا نہیں-

آپ محترمی غوثی صاحب اور فصو میاں سے ملیں تو میرا سلام کہہ دیجیے- پچھلے ہفتے اخباروں سے معلوم ہوا کہ نواب صاحب مانگرول و ماناودر رہا ہو کر کراچی آگئے ہیں اور کل شام حسن اتفاق سے، خواجہ محمد سعید، سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول مانگرول سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ نواب صاحب مانگرول کو صدر میں ایک کوٹھی تو الاٹ ہو گئی ہے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ساتھ آ گئی ہیں -تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا- میں کلثوم بیگم صاحبہ کی طرف سے بہت پریشان رہتا تھا - اللہ ان کو سابقہ تکالیف کا نعم البدل عطا فرمائے-

میں نے "عالمگیر" کے حویلی نمبر کے لیے حافظ صاحب کی درخواست پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھ دیا تھا- "متنبی کی شاعری" اس کا عنوان تھا -مجھے بالکل فرصت نہ تھی - صرف ان کے اصرار سے مجبور ہو کر چند صفحات لکھ دیئے تھے ، اب جی چاہتا ہے کہ متنبی کی شاعری پر ایک مفصل تبصرہ سپرد قلم کروں چونکہ متنبی ہمارے نصاب میں داخل ہے اس لیے اسے بغور پڑھنے کا اتفاق

ہوا، تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ بہت بڑا شاعر ہے۔

میرا ارادہ جولائی میں کراچی آنے کا ہے۔ آنے سے پہلے آپ کو مطلع کروں گا۔ والسلام

نیازمند

سلیم چشتی